بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر ابن کثیر

تالیف

مفسر قرآن حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری
علامہ محمد الطاف حسین الازہری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور کراچی پاکستان

لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

''اور اگر ہم دکھا دیں آپ کو کچھ (عذاب) جس کی ہم نے کفار کو دھمکی دی ہے (تو ہماری مرضی) یا ہم (پہلے ہی) اٹھالیں آپ کو (تو ہماری مرضی) سو آپ پر صرف تبلیغ فرض ہے اور یہ ہمارے ذمہ ہے کہ (ان سے) حساب لیں، کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم (ان کے مقبوضہ) علاقہ کو ہر طرف سے (رفتہ رفتہ) کم کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کوئی نہیں رد و بدل کر سکتا اس کے حکم میں۔ اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے فرما رہا ہے کہ اگر ہم آپ کو بعض وہ رسوا کن اور عبرتناک عذاب دکھا دیں جس کی دھمکی ہم آپ کے دشمنوں کو دے چکے ہیں یا اس سے پہلے آپ کو اپنے پاس بلالیں تو آپ کے ذمے صرف تبلیغ ہے اور ان سے حساب لینا اور جزا دینا یہ ہمارے ذمے ہے جیسا کہ فرمایا: فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (الغاشیہ:26-21) ''پس آپ انہیں سمجھاتے رہا کریں۔ آپ کا کام تو سمجھانا ہی ہے۔ آپ ان کو جبر سے منوانے والے تو نہیں ہیں۔ مگر جس نے روگردانی کی اور کفر کیا تو اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ بے شک انہیں (آخر) ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر یقیناً ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے''۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم محمد ﷺ کو یکے بعد دیگرے ہر طرف سے فتوحات عطا کر رہے ہیں۔ ایک اور روایت میں آپ بیان کرتے ہیں کہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ایک بستی ویران کر دی جاتی ہے اور دوسری طرف کوئی علاقہ آباد کر دیا جاتا ہے۔ مجاہد اور عکرمہ کہتے ہیں کہ زمین کے اطراف کو کھنڈرات میں بدل دیا جاتا ہے۔ حسن اور ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ ہے۔ عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی بیان کرتے ہیں: اہل زمین اور زمین کی برکت میں کمی واقع ہونا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ جانوں اور پھلوں میں کمی اور زمین کا ویران ہونا۔ شعبی کہتے ہیں کہ اگر زمین تنگ ہو جاتی تو چھپر ڈالنا بھی محال ہو جاتا، اس لئے اس آیت سے مقصود جانوں اور پھلوں کی کمی ہے (1)۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ اگر زمین کم ہو جاتی تو تمہیں بیٹھنے کے لئے بھی جگہ نہ ملتی لیکن یہاں زمین کی کمی و تنگی مراد نہیں بلکہ موت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ علماء، فقہاء اور اہل خیر کی موت کے باعث زمین کا خراب اور ویران ہونا، مجاہد بھی یہی کہتے ہیں کہ اس سے مراد علماء کی موت ہے، اسی معنی کے حامل یہ اشعار ہیں:

اَلْاَرْضُ تَحْيَا إِذَا مَا عَاشَ عَالِمُهَا   مَتَى يَمُتْ عَالِمٌ مِنْهَا يَمُتْ طَرَفُ

كَالْاَرْضِ تَحْيَا إِذَا مَا الْغَيْثُ حَلَّ بِهَا   وَإِنْ أَبَى عَادَ فِي أَكْنَافِهَا التَّلَفُ (2)

(زمین زندہ رہتی ہے جب تک اس کا عالم زندہ رہتا ہے۔ جب اس کا عالم فوت ہو جائے تو یہ بھی ویران ہو جاتی ہے جس طرح کہ بارش برسنے سے زمین زرخیز اور شاداب رہتی ہے اور اگر اس کے اطراف میں بارش برسنے سے رک جائے تو بربادی اپنے ڈیرے جما لیتی ہے)۔ بہرکیف پہلا قول (یکے بعد دیگرے مختلف علاقوں میں شرک پر اسلام کا غلبہ) زیادہ بہتر اور موزوں ہے جیسا کہ فرمایا: وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى (الاحقاف:27) ''اور ہم نے برباد کر دیئے وہ گاؤں جو تمہارے ارد گرد (آباد) تھے''، ابن جریر کا یہ پسندیدہ

1۔ تفسیر طبری، جلد 13 صفحہ 171   2۔ تہذیب تاریخ ابن عساکر، جلد 7 صفحہ 67

ہیں ہم تو کوئی برا کام نہیں کیا کرتے تھے۔ (اہل علم جواب دیں گے) نہیں نہیں (تم بڑے بدکار تھے) بیشک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو (برے کام) تم کیا کرتے تھے۔ (اے کفار) پس داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے تمہیں ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں۔ بیشک برا ٹھکانا ہے غرور و تکبر کرنے والوں کے لئے''۔

اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے مشرکین کی موت کے وقت کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے کے لے آتے ہیں تو یہ کہہ کر مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ سر تسلیم خم کر لیتے ہیں اور پوری اطاعت کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ قیامت کے دن بھی وہ اسی طرح کہیں گے: وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام: 23) ''اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے نہ تھے ہم شرک کرنے والے''، يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ (المجادلۃ: 18) ''جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں''، اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹ کی قلعی کھولتے ہوئے فرماتا ہے: بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ ...... الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ آیات الٰہی سے تکبر کرنے اور اتباع رسل سے اعراض کرنے والوں کے لئے ذلت و رسوائی کا بہت برا ٹھکانہ ہے۔ موت آتے ہی ان کی روحوں کو جہنم رسید کر دیا جاتا ہے اور ان کے اجسام قبروں میں دوزخ کی گرم اور جھلسا دینے والی ہوا سے دوچار ہوتے ہیں۔ جب قیامت آئے گی تو ان کی ارواح کو ان کے اجسام میں لوٹا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں پھینک دیا جائے گا، لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا (فاطر: 36) ''نہ ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب''، اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (المومن: 46) ''دوزخ کی آگ ہے پیش کیا جاتا ہے انہیں اس پر صبح و شام اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) داخل کر دو فرعونیوں کو سخت تر عذاب میں''۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿30﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿31﴾ الَّذِيْنَ
تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿32﴾

''اور (یونہی) پوچھا گیا ان سے جو متقی تھے کہ وہ کیا ہے جو اتارا تمہارے رب نے؟ انہوں نے کہا (سراپا) خیر! جنہوں نے اچھے کام کئے اس دنیا میں بھی ان کے لئے بھلائی ہے۔ اور آخرت کا گھر بھی (ان کے لئے) بہتر ہے اور بہت ہی عمدہ ہے پرہیزگاروں کا گھر۔ (ان کے لئے) ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں ان کے لئے وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ یوں بدلہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو۔ وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں (اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر۔ داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے''۔

بدبختوں کے ذکر کے بعد اب سعادت مندوں کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ ان کی کیفیت ان کے بالکل برعکس ہے۔ انہوں نے تو قرآن کریم کو افسانہ کہا لیکن جب ان سعادت مند حضرات سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا نازل فرمایا تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے